ہندوستان پاکستان کے ایٹمی دھماکے اور اُردو افسانہ میں مزاحمت

شازیہ یاسمین پی ایچ ڈی اسکالر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان
شکیل حسین سید پی ایچ ڈی اسکالر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان
ڈاکٹر عقیلہ بشیر پروفیسر شعبہ اُردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Abstract:

In response to India's Pokhran 1998 nuclear blasts, After 7th blast Pakistan, has emerged as the seventh nuclear power in Chaghi Balochistan after seven blasts. Before I highlighted the nuclear attack on Hiroshima and Naga Saki, the war against resistance and destruction against war madness became the subject of Urdu fiction after World War II.

Keywords: Urdu Short Stories, nuclear blast, world war second, resistance, destruction.

بیسویں صدی کو سائنس کی صدی سے موسوم کیا گیا ہے اس صدی کا نمایاں اور مرکزی سائنس دان البرٹ آئن سٹائن کو تسلیم کیا گیا اس دور میں ایٹمی بم کا نظریہ، عظیم دھماکہ (Big Bang) مقادیری طبیعیات (Quantum Physics) الیکٹرانک ایجادات جبکہ ۱۹۱۶ء میں آئن سٹائن کے (E=mc2) یعنی نظریہ اضافیت (Theory of Relalivity) کو انقلابی نظریہ قرار دیا گیا۔ اس نظریے کے مطابق مادہ اور توانائی ایک ہی شے کی دو مختلف حالتیں اور شکلیں ہیں اور وہ ایک دوسرے کی حالتوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں اس نظریے کے جہاں تعمیری سطح پر دور رس نتائج حاصل ہوئے اس سے زیادہ تخریبی عمل میں لائے گئے جس کے خطرات کے پیش نظر آئن سٹائن نے امریکی صدر فرنیکلن وزویلٹ (۱۹۴۵-۱۸۸۲ئ) کو ایک تاریخ ساز خط میں لکھا اور آئن سٹائن کے اسی خدشے کا عملی مظاہرہ ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو جوہری بم کی شکل میں ہوا جس نے ہیروشیما کے ہنستے بستے شہر کو آن واحد میں کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔

"پہلے ہلے میں ایک لاکھ بیس ہزار اور دوسرے میں پچھتر ہزار افراد اُسی دن مارے گئے۔ یہ واقعی خوش قسمت لوگ تھے انہیں پتہ بھی نہ چلا کہ زندہ بچ جانے والوں پر کیا بیتی وہ لوگ خوش

نصیب تھے جو چند دنوں ہفتوں یا مہینوں میں اس جہان گزراں سے گزر گئے۔ بد قسمت ترین وہ لوگ ہیں جو خود نہ تو زندوں میں شمار کئے جاتے ہیں اور نہ مردوں میں تو وہ بس بے بسی کے ساتھ اب چوتھی نسل کو زندہ در گور دیکھنے کے لیے سانس لینے کا ڈھکوسلا رچائے ہوئے ہیں''۔(۱)

دنیا بھر کے ادب میں اس ہولناک اور انسانیت کش دھماکے کی مذمت کی گئی۔ اُردو ادیبوں نے بھی فوری اپنے رد عمل کا اظہار کیا۔ منٹو نے چچا سام کے نام خط میں ایٹم بم کا تحفہ مانگ کر طنز پیدا کیا۔ کرشن چندر ''ہوا کے بیٹے'' اور ایک ڈرامہ ہائیڈروجن بم کے بعد جبکہ غلام عباس کے طویل افسانے ''دھنک'' میں اس کی بازگشت موجود ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے ''ہیروشیما سے پہلے ہیروشیما کے بعد'' جیسا افسانہ تحریر کیا۔ اس افسانے میں پنجاب کی دیہی فضا سے کشید کی گئی کہانی میں ایٹمی دھماکے کی تباہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ جنگ عظیم کے تناظر میں دور دراز کے افلاس و غربت میں گھرے گاؤں کے اُن تمام نوجوانوں کی طرح شمشیر خان بھی بہتر مستقبل کی خاطر انگریز فوج میں شامل ہو کر اپنی نو بیاہتا بیوی اور بعد میں پیدا ہونے والے بچے کو چھوڑ کر جنگی محاذ پر لڑنے جاتا ہے۔ اگرچہ یہ جنگ اُن کے گھروں سے بہت دور لڑی جا رہی ہے لیکن پورا گاؤں اور اس کے لوگوں کی زندگی اس جنگ کے نتائج سے جڑی ہے مرنے والوں اور قید ہونے والوں کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ ایک دن گاؤں کے پٹواری کے مطابق جنگ ختم ہو گئی ہے ایک نیا بم گرا ہے جو ہٹلر کی زہریلی گیس سے بھی ہزار گنا خطرناک ہے۔ لیکن اس گاؤں کے ذیلدار کے مطابق ایٹم بم ہندوستانیوں کے لیے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔

''ہم ہندوستانیوں کے لیے ایٹم بم کوئی عجوبہ نہیں بنگال میں کس ایٹم بم نے قحط ڈالا۔ آسام میں کس ایٹم بم نے لڑکیوں کی جوانیاں لوٹیں۔۔۔ ہندوستان میں تو پچھلی دو صدیوں سے بم کی بارش ہو رہی ہے اور تم منہ کھولے ہیروشیما کے ایٹم بم کی باتیں یوں سن رہے ہو جیسے تمہارے لیے جنت کا دروازہ کھل گیا ہو۔ ایٹم بم کی خبریں تم اخباروں میں کیوں پڑھتے ہو؟ قطب دین سے پوچھو۔۔ لال بیگ سے پوچھو۔۔۔ چچا شمشیر سے پوچھو''۔(۲)

ان سب لوگوں پر بھی ہندوستان میں ایٹم بم گرے تھے جن کی اولادیں بھوک اور جنگ کا رزق بن گئیں۔ شمشیر خان کا گاؤں ایٹمی اثرات سے تو محفوظ ہے لیکن اس گاؤں کے ہر گھر نے اپنے سپوتوں کو گنوا دیا ایٹم بم تو جاپان میں گرا لیکن ہندوستان کے اس گاؤں کو بھی ختم کر گیا۔ ابن سعید کا افسانہ ''ہیروشیما'' تباہ شدہ ہیروشیما کے ماحول اور بد قسمتی سے زندہ بچ

جانے والے بچوں کی کہانی بیان کرتا ہے۔ وہ جاپانی لڑکیاں جو اپنے بھدے کریہہ جسم کو سمیٹے ہر نئے آنیوالے فوجیوں سے چاکلیٹ طلب کرتی ہیں۔اس برباد شہر کی مسمار گلیوں میں جاپانی بچے شو سائن، سگرت، چوکویتو کا شور مچاتے ہر اجنبی کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ یہ زندہ بچ جانے والے بچے اپنے ساتھ بربادی کی ایک کہانی رکھتے ہیں۔ فاتح فوج کا سپاہی جسے یہ تاکید کی جاتی ہے کہ ان بچوں سے دور رہے نفسیاتی کشمکش میں مبتلا فاتح سپاہی اُن بچوں پر اپنی لائی ہوئی تباہی کے اثرات دیکھ کر غیر شعوری طور پر شرمندہ ہے اس لیے شہر کی تابکاری سے بھری لڑکی کی معصوم خواہش پر اُسے کئی بار چوم لیتا ہے۔

''بس یہی ہیروشیما کا بڑا بازار تھا۔ آج سے چند مہینے پہلے اس جگہ پر ایٹم بم پھینکا گیا تھا اور جنگ ایک آخری زلزلے کے ساتھ ختم ہو گئی تھی اور امریکن، انگریزی اور ہندوستانی فوجیں جاپان کی سرزمین پر اتر آئی تھیں اور جاپان کی بم شدہ گلیوں میں جاپانی بچوں نے شو شائن اور سگرت، چوکویتو! کا شور مچانا شروع کر دیا تھا اور ''بارنی'' اس جاپانی لڑکی کے بدصورت ہونٹوں کو دوبارہ چوم چکا تھا''۔(۳)

زاہدہ حنا کا افسانہ ''تنہائی کے مکان میں'' تین کرداروں پر مشتمل ہے وہ دنیا کے مختلف خطوں پر مسلط کردہ جنگوں دہشت اور فلاکت زدہ خطہ ارضی پر خود کو بے بس محسوس کرتے ہیں۔ ایٹم بم زدہ ملک کی فلم دیکھتے ہوئے یہ کردار پوش ڈرائنگ روم میں وسکی کے سپ اور مہنگے سگار کے کش لیتے ہوئے فلاکت زدہ تیسری دنیا کے عام انسانوں کے لیے پریشان ہیں۔ اس فلم کی کہانی کا مرکزی کردار ماسومی اور بن بری ہے جو اپنے ان لمحات کو یاد کرتی ہے جب اسے پہلے بار کسی نے محبت کا اظہار کیا اور وہ تاریخ صبح ۶ ؍اگست ۱۹۴۵ء جب سب کچھ جل رہا تھا جب ٹیم دریا جھلستے ہوئے جسموں سے اٹا ہوا تھا۔

''اُس نے مجھے بانہوں میں سمیٹ کر میرا بوسہ لیا ہم اس بوسے کی گہرائی میں ڈوب گئے پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔ میری نظر اس کے ہونٹوں پر پڑی وہ سرخ تھے ان میں خون لگا ہوا تھا مجھے ڈاکٹر کی ہدایت یاد آئیں میں نے بے اختیار نرس پر تھوک دیا اور سبز گھاس پر سفید پھولوں کے درمیان میرا خون پھول کی طرح کھل اُٹھا اس پر لرزہ طاری تھا وہ یبا کوشا۔۔۔ یبا کوشا کہتا ہوا وہاں سے بھاگتا چلا گیا اور میں مسوڑھوں سے بہتے ہوئے خون اور سبزے پر تھوکے جانے والے بوسے کے ساتھ تنہا رہ گئی''۔(۴)

''ماسومی'' جو عورت ہونے کے ناطے اس خطے میں آنیوالی نسلوں اور محبت کا مرکز ہے لیکن اس کے جسم میں تابکاری کا زہر ہے جسکی وجہ سے وہ محبت کرنے اور نسل انسانی کو آگے بڑھانے کے قابل نہیں مگر افسانہ نگار ماسومی کے ذریعہ ان ہلاکت خیز ہتھیاروں کے بنانے والوں جو اسے انسانی دماغ اور شعور کی بڑی کامیابی قرار دیتے ہیں کیا یہی انسانیت کی معراج تھی جو ''ماسومی'' کی شکل میں آج انسانیت اُس سے آنکھیں چار کرنے سے کترا رہی ہے۔

حسن منظر کا افسانہ ''زمین کا نوحہ'' ایٹم بم کے اثرات بالخصوص خواتین کے لیے جن کے رحم مادر میں کروموسومز صرف مرد (X) کی نشوونما ہو جبکہ عورت (YY) کی نشوونما نہ ہو سکنے کو موضوع بناتا ہے۔ افسانے میں ماہرین اور سائنسدان ایسی دوا تیار کر لیتے ہیں جس سے لڑکیوں کو پیدا کیا جا سکے لیکن دنیا میں اب ایسی کوئی عورت نہیں بچی جس پر اس دوا کا تجربہ کیا جا سکے۔ انسان بچاؤ مرکز میں دور دراز پہاڑی علاقے میں ایک خاتون کی اطلاع ملنے پر ساری دنیا میڈیا اخبارات کے نمائندے اس غار میں موجود ہیں جہاں اس عورت کا شوہر انسان بچاؤ تحریک کے علمبرداروں کو اپنی بیوی دینے سے انکار کر دیتا ہے۔ جنہوں نے اپنے تجربات سے اس دنیا کو اور انسانوں (خواتین) تجربات کے ذریعے ناپید اور تباہ و برباد کر دیا ہے وہ اپنی بیمار بیوی کو مرنے کے بعد اُسے زمین کے سپرد کر دیتا ہے۔

> ''پیاری زمین تو ابھی تک اچھی ہے ابھی تک کتنی خوبصورت ہے اتنی خوبصورت کہ میں اپنی سب سے خوبصوت متاع جسے میں نے تیرے ان دشمنوں کے حوالے نہیں کیا آج تیرے حوالے کرنے کے لیے تیار ہوں''۔(۵)

نیوکلیر پاور اور ایٹم بم کی ایجاد کو سائنس اور انسانی شعور کی فتح قرار دیا گیا بلاشبہ یہ انسانی شعور اور ارتقا کی بہت بڑی کامیابی تھی تاہم بالادستی اور طاقت کے لیے بطور ہتھیار استعمال کرنے پر پوری دنیا کے ادب میں مزاحمت کی گئی۔ فہیم اعظمی کا افسانہ ''شایان'' حجاب امتیاز علی کا ''پاگل خانہ'' محمود واجد کا افسانہ ''امن کے ہاتھ'' میں ایٹم بم سے تباہ شدہ ملکوں کی ہولناکی کے خلاف آواز بلند کی گئی ''ہیروشیما'' اور ''ناگاساگی'' بربادی، مظلومیت، انسانی فرعونیت کی اُردو ادب میں علامتیں مروج ہوئیں۔ دنیا کی تاریخ میں اسے مکروہ ترین سانحہ قرار دیا گیا انسانی حقوق کی تنظیموں نے قرار دادیں منظور کیں احتجاج کے یادگار دن منائے گئے اُردو افسانہ نگاروں نے بھی اس کے خلاف احتجاج کی آوازیں بلند کیں انسانی تاریخ میں ابھی یہ زخم تازہ تھے کہ ہندوستان نے پوکھران میں ۱۹۹۸ء میں پانچ دھماکے کے اور پاکستان نے اسکے جواب میں ۲۷ اور ۲۹ مئی کو چاغی بلوچستان میں سات جوہری دھماکے کر کے خود کو ساتویں ایٹمی طاقت کے طور پر شناخت کرایا۔ ہندوستانی وزیر اعظم واجپائی

نے جب اپنی عوام کو خوشخبری سنائی تو پوری قوم مستقبل کے مرگ انبوہ پر جشن منا رہی تھی محلوں اور بازاروں میں مٹھائی کی دکانیں خالی ہو چکی تھیں۔تب ممتاز ہندوستانی سائنسدان ڈاکٹر ونود موبانی نے کہا!

''آر ایس ایس نے گاندھی جی کا قتل دو مرتبہ کیا۔ جسمانی طور پر ۱۹۴۷ء میں اور پچاس سال بعد ان کی میراث کو''۔(۶)

ہندوستان کے اس عمل پر ارون دھتی رائے نے اسے ''تخیل کو موت'' قرار دیا اس کے برعکس پاکستان کے اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف پر عوامی دباؤ جسکا مطالبہ تھا کہ فوراً دھماکے جواب میں کیے جائیں عوامی دباؤ کے برعکس مغربی ممالک بالخصوص امریکہ (صدر کلنٹن) نواز شریف کو دھماکے نہ کرنے پر اصرار کرتے رہے۔۲۹-۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو پاکستان کی طرف سے سات ایٹمی دھماکے ہوئے جوہری حب الوطنی کے ان مظاہروں کے بعد دہلی اور اسلام آباد نے دنیا میں پانچ کی بجائے سات ایٹمی قوتوں کے طور پر سامنے آئیں۔ جس کے بعد جنوبی ایشیاء کی سیاسی، عسکری اور سماجی صورتحال یکسر تبدیل ہو گئی۔

''ارون دھتی رائے تو اس عہد کی Cassandra ہیں ورنہ ایٹم بم سے ادب کے لیے سناؤنی کا بڑا واشگاف اعلان ولیم فاکنر نے کیا تھا۔ برسوں پہلے فاکنر نے اپنے نوبل خطبے میں کہا تھا کہ ایٹم بم کے بعد انسانیت کے سامنے روحانی مسائل نہیں بلکہ بس ایک جسمانی مسئلہ رہ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نسل انسان زندہ رہتی ہے یا نہیں۔ فاکنر نے اس بیان پر محمد حسن عسکری نے کہیں استہزاء کا انداز اختیار کیا اور کہیں اسے انسان کے لیے ایک نئے تخلیقی تصور کو پیدا کرنے کی ضرورت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے لکھا: ''روحانی مسائل اتنے عریاں اور ہیبت ناک شکل میں انسان کے سامنے پہلے کبھی نہیں آئے تھے، اور پوری نسل انسانی کے وجود کا دارومدار چند روحانی مسائل کے تصفیے پر اس حد تک کبھی نہیں رہا تھا۔ ایٹم بم نے روحانی مسئلوں کو ختم نہیں کیا ہے، بلکہ پہاڑ بنا دیا ہے''۔ عسکری صاحب نے جب یہ تجزیہ لکھا تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ ایک دن یہ پہاڑ ہمارے سروں پر معلق ہو جائے گا اور اس پہاڑ کا رنگ بھی سفید پڑتا جائے گا''۔(۷)

ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے ایٹمی دھماکوں کے خلاف انسان دوستی کے جذبے سے سرشار اُردو کے جدید افسانہ نگاروں کی جانب شدید ردعمل کا اظہار ہوا اور احتجاجی صدا نے پوری ادبی فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ انتظار حسین نے ''مور نامہ'' میں ہندوستان کے ایٹمی دھماکوں کے نتائج پر ہندو اساطیری کردار ''اشو تتھاما'' جو ''بدی'' کا نمائندہ کردار ہے دنیا پر تباہی لانے والے ہتھیار برہم استر (ایٹم بم) چلانے کی وجہ سے راجستھان میں سے مور چیختے چلاتے ہوئے ٹیلوں اور درختوں کی شاخوں سے اڑ چکے ہیں اور ان کی جھنکار باقی نہیں رہی راج ہنس بھی شفاف اور پاکیزہ پانی کی تلاش میں کہیں دور نکل گئے ہیں۔

> ''اب مانسرور جھیل کہاں ہے؟ لگتا ہے کہ سب جھیلیں خشک ہو گئیں۔ ندیوں کا پانی میلا ہو گیا۔ فضا بارود، دھوئیں، خاک دھول سے اٹی ہوئی ہے نعروں اور دھماکوں کے شور سے آلود ہے۔ راج ہنس پاکیزہ فضا اور شفاف پانیوں کی تلاش میں کہیں دور نکل گئے۔ پیچھے بس مرغابیاں اور قازیں رہ گئیں زمانے کا عذاب وہ سہتی ہیں''۔(۸)

''میرے اور کہانی کے بیچ'' میں انتظار حسین نے صیغہ واحد متکلم میں یاداشتوں پر مبنی افسانہ میں ایٹم بم کی تباہ کاریوں کے اثرات نسل انسانی کے علاوہ کائنات کی رنگا رنگی اور اُسے حسن بخشنے والے پرندے جانور درخت اور راجھستان اور چاغی کی وہ پہاڑیاں جو انسانی جنگی جنون کا نشانہ بنی ہیں انکا قدرتی رنگ بھی کبھی واپس نہیں آئیگا کو موضوع بناتا ہے۔

> ''اس بھاری وقت میں اس پہاڑ نے کمال ہمت سے کام لیا کہ وہ دھماکہ جو تباہی اپنے جلو میں لے کر آیا تھا اس سب کو اس نے اپنی جان پر لے لیا اور پاکستان کے جانداروں کو گزند نہیں پہنچنے دیا یہ اذیت جھیلتے ہوئے وہ پہاڑ ایسی ہستی لرز اٹھی اور اسکا رنگ متغیر ہو گیا اب اسکا اپنا قدرتی رنگ کبھی واپس نہیں آئیگا''۔(۹)

مسعود اشعر کا افسانہ ''پیاسی دھرتی کا آخری سُر'' خواجہ فرید کی دھرتی (روہی) جہاں انسان پرندے جانور بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں روہی اور تھر کی زمین فصلوں کی بجائے بھوک اگاتی ہے سادہ لوح عوام جن کو نصف سے زائد آبادی کو روٹی اور پینے کے لیے صاف پانی میسر نہیں دونوں ملکوں کے اربابِ اختیار مسند نشینوں کے لیے بھوک، پیاس سے مرتی ہوئی روہی اور افلاس میں زندگی گزارنے والے چاغی کے باشندے انکا مسئلہ نہیں بلکہ ایٹمی طاقتیں بننے کی خوشی کے شادیانے بجاتا ہے۔

''میں نے اسی وقت ان لوگوں کو بھی دیکھا تھا جو خوشی اور اِکتا سے پاگل ہوتے جا رہے تھے۔ وہ اس خونم خون ریت کو اپنے ماتھے پر اپنے منہ پر مل رہے تھے اس خون کا تلک لگا رہے تھے ہولی کھیل رہے تھے اس خون کی، بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے ساری دنیا پر قبضہ کرنے کے''۔(۱۰)

''ہم گھاس کھالیں گے لیکن ایٹم بم بنائیں گے'' کا نعرہ کاش اس ملک اور اس میں بسنے والے باشندوں کی فلاح و بہبود کے لیے لگایا جاتا یہ دولت یہ سائنس کے کرشماتی تجربات عوامی ترقی، بھوک، غربت، افلاس، بے روزگاری کو دور کرنے کے لیے کیے جاتے یا جس پہاڑ پر بم کا تجربہ کیا گیا اس چاغی کے علاقے میں پھیلی بنجر زمینوں اور اسمیں اگتی بھوک کو ختم کرنے کے لیے کسی ترقیاتی منصوبے کا اہتمام اور فنڈ اس پر لگائے جاتے ''بلوچ نے مجھے دھکا دیا'' گوہر ملک کا طنزیہ افسانہ ہے جو جوہری دھماکوں کے تناظر میں منفرد اور بہترین افسانوں میں شمار ہوتا ہے۔ایک خواب اور تخیل کو بنتا ہوا افسانہ ہے کہ بلوچستان کے بے آب و گیاہ وبا کی طرح پھیلی ہوئی غربت و پسماندگی پر توجہ دینے کی بجائے دنیا کی مہنگی اور خطرناک ترین چیز کا تجربہ کیا گیا ہے جہاں ایٹم بم کے کرامات سے آگ دھواں تابکاری کی بجائے ہر سو سبزہ خوشحالی ہے۔ اسکولوں، کالجوں، کارخانوں کی عالیشان عمارتیں ہر سو نظر آرہی ہیں لوگ خوشحال ہیں باغات پھلوں سے لدے اور بچے پارکوں میں کھیل رہے ہیں گہرا طنز ہے۔

''آپ بڑی سادہ ہیں یہ سارا کارنامہ قوم پرست وطن دوست وزیروں اور ممبروں کے ہیں انہوں نے یہ سب اسلام آباد کی خوشگوار آب و ہوا میں تصورات کے کارخانوں میں بنائے اور ایٹمی کرنوں کی طاقت سے انہیں یہاں لا کر تعمیر کر گئے۔ راسکوہ جل کر خاک ہو گیا ہے میں نے کہا۔۔۔راسکوہ چاند اور سورج کی طرح روشن ہو چکا ہے''۔(۱۱)

دونوں ممالک کی سادہ لوح عوام جن کی نصف سے زائد آبادی کو دو وقت کی روٹی اور پینے کے لیے صاف پانی میسر نہیں دھماکوں کے بعد ایٹمی طاقتیں بن جانے پر خوشی کے شادیانے بجا رہی ہیں ڈاکٹر شیر شاہ سید کا افسانہ ''ناسور'' لاڑکانہ میں فسٹولا کی بیماری میں مبتلا خواتین کو موضوع بناتا ہے۔یہ ملک جسے اب دنیا میں ایٹمی طاقت کے طور پر شناخت حاصل ہو چکی ہے افلاس زدگی، رجعت پسندی فرسودہ رسم و رواج کی بدولت عورتوں کو آزادی اور خوشحال زندگی دینے سے قاصر ہے ایٹمی

طاقت بننے پر جو سرمایہ خرچ کیا گیا اگر اسکا عشر عشیر بھی انہی علاقوں اور عوام کی غربت دور کرنے، بہتر طبّی سہولیات دینے تعلیم اور صحت روزگار کی فراہمی پر خرچ کیا جاتا تو ملک اور ترقی کرتا۔

> ''زلیخا جیسی ہزاروں لڑکیاں گرد و طوفان کی اس بادل کے پیچھے چاغی کے پہاڑوں پر سسکتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ یہ بم تو اپنی قیمت وصول کرے گا۔ بہت ساری زلیخاؤں کو پامال کرے گا۔ وہ چاغی کا پہاڑ نہیں تھا بلکہ پاکستان کی دھرتی پر بسنے والا ایک بہت بڑا فیسٹولا تھا جس میں سے رطوبت بہہ بہہ کر ایک معصوم چہرے کو داغ دار کیے جارہی تھی''۔(۱۲)

مبین مرزا کا افسانہ ''خواب میں ہارا ہوا آدمی'' ایٹمی جنگ اور تجربات کے نتیجے میں انسانی زندگی پر ہونے والے اثرات کو موضوع بناتا ہے۔ حساس ذہنوں کے لیے یہ دھماکے خوشی کی بجائے دکھ اور ذہنی اذیت کا باعث ہیں جو اُن کی ذہنی صحت اور نفسیاتی سطح پر بُرا اثر ڈالتے ہوئے اس دنیا سے مکمل مایوسی اور ناامیدی پیدا کرتی ہے افسانے کا مرکزی کردار جسکی مراد نگی چھن گئی ہے۔ مخبوط الحواس شخص کی طرح رد عمل ظاہر کرتے ہوئے اپنی نو بیاہتا بیوی سے لاتعلقی اس لیے بھی اختیار کرلیتا ہے کہ آئندہ نسل کو اس جہنم کا ایندھن بننے کے لیے پیدا نہیں کرنا چاہیے۔

> ''یہ دنیا خراب ہو چکی ہے اب یہ کسی امن پسند اور کسی انسان دوست آدمی کے رہنے کے لائق نہیں رہی سیاست دانوں اور ایٹم بموں کے نرغے میں آئی ہوئی دنیا میں اولاد پیدا کرنا اپنے ساتھ اور ہونے والی اولاد کے ساتھ بدترین زیادتی ہوگی''۔(۱۳)

ایٹمی جنگ کے حوالے سے منصور قیصر کے افسانے ''سورج کی آواز'' میں احتجاج کی جو صورت آتی ہے افسانہ نگار اُسے قیامت کے طور پر دیکھتا ہے جس کے ذمہ دار ہم خود ہیں ایک دھماکے کے آواز انسانوں، جانوروں، پرندوں، کی چیخیں سنائی دینے کے بعد مکمل خاموشی کا چھا جانا زندگی کے خاموش ہو جانے کی علامت ہے جو احتجاج کا ایک روپ ہے۔

پرویز عاطف کا ''آف ٹائم''، امر جلیل کا ''عجیب و غریب موت'' فردوس حیدر کا ''خالی ہوا دل'' قابلِ ذکر افسانے ہیں جن میں ایٹمی جنگ اس کی تباہ کاریوں کے خلاف اُردو افسانہ میں احتجاج کی صورت سامنے آتی ہے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی تباہ کاریوں پر حامل افسانے بلند آہنگ بیانیہ جبکہ چاغی اور پوکران کے دھماکوں کے حوالے سے افسانوں میں بیانیہ لب ولہجہ دھیما جبکہ اشارات اور علامتوں کے استعمال سے مزاحمت اور رد عمل کو اجاگر کیا گیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ضمیر نیازی، اگر ذرے کا دل چیریں، زمین کا نوحہ، (کراچی: شہر زاد، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۵

۲۔ احمد ندیم قاسمی، ہیروشیما سے پہلے، ہیروشیما کے بعد، زمین کا نوحہ، ص ۹۰

۳۔ ابن سعید، ہیروشیما، زمین کا نوحہ، ص ۹۵

۴۔ زاہدہ حنا، تنہائی کے مکان میں، زمین کا نوحہ، ص ۱۶۷

۵۔ حسن منظر، زمین کا نوحہ، ص ۱۳۳

۶۔ اقبال احمد، When Mountain dies، (کراچی: ڈان، یکم جون ۱۹۹۸ء)

۷۔ آصف فرخی، زمین اظہار چاہتی ہے، زمین کا نوحہ، ص ۴۹

۸۔ انتظار حسین، مور نامہ، شہر زاد کے نام، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)، ص ۲۸

۹۔ ایضاً، ص ۳۲

۱۰۔ مسعود اشعر، پیاسی دھرتی کا آخری سُر، زمین کا نوحہ، ص ۲۷۱

۱۱۔ گوہر ملک، بلوچ نے مجھے دھکا دیا، مترجم: مجید زبیر، زمین کا نوحہ، ص ۳۴۹

۱۲۔ شیر شاہ، سید، ناسور، زمین کا نوحہ، ص ۲۹۹

۱۳۔ مبین مرزا، خواب میں ہارا ہوا آدمی، زمین کا نوحہ، ص ۱۴۷